لینن ازم یا مارکس ازم؟

تحریر : روزا لکسمبرگ

مترجم : اکرم گِل

حصہ اول

سوشلسٹ تحریک کی تاریخ میں روسی سوشل ڈیموکریسی کے کاندھوں پر ایک بے نظیر ذمہ داری آن پڑی ہے۔ اسے فیصلہ یہ کرنا ہے کہ ایک ایسے ملک میں بہترین سوشلسٹ (حربے، حکمت عملی) پالیسی کون سی ہو سکتی ہے جہاں مطلق العنانیت ابھی تک غالب ہے۔ موجودہ روسی صورتِ حال کا موازنہ جرمنی کی1879 150 90 کے دوران کی صورتِ حال سے کرنا غلط ہو گا جب بسمارک کے سوشلزم مخالف قوانین لاگو تھے۔ دونوں میں ایک قدرِ مشترک ضرور ہے اور وہ ہے پولیس کی حکمرانی۔ وگرنہ ان کا آپس میں کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔

جمہوری آزادیوں کی عدم موجودگی کے سبب سوشلسٹ تحریک کو جن رکاوٹوں کا سامنا ہے ان کی حیثیت ثانوی ہے۔ روس میں بھی عوامی تحریک ریاست کی طرف سے کھڑی کی جانے والی رکاوٹوں کو عبور کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ عوام کو ایک ”آئین“ مل گیا ہے (اگرچہ نحیف و نزار) کیونکہ وہ سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ اسی راستے پر گامزن رہ کر روسی عوام وقت کے ساتھ ساتھ مطلق العنان آمریت پر مکمل فتح حاصل کر لیں گے۔

روس میں سوشلسٹ سرگرمی جس بنیادی دشواری سے دوچار ہے وہ یہ ہے کہ بورژوازی کے غلبے پر مطلق العنان قوت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس وجہ سے سوشلسٹ پراپیگنڈہ ایک مجرد کردار کا حامل ہے جبکہ سیاسی ایجی ٹیشن (احتجاج) نے جمہوری انقلابی لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

بسمارک کے سوشلزم مخالف قوانین نے ہماری تحریک کو آئینی حدود سے خارج کر دیا لیکن یہ ایک انتہائی ترقی یافتہ بورژوا سماج تھا جہاں طبقاتی دشمنی پہلے ہی پارلیمانی مقابلوں میں اپنے پورے عروج پر تھی۔ (برسبیلِ تذکرہ بسمارک کے منصوبے کی بے ہودگی اسی سے ظاہر ہو جاتی ہے) روس میں صورتِ حال بلکل مختلف ہے۔ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں سوشل ڈیموکریٹ تحریک کی تعمیر کیسے کی جائے جب ریاست بورژوازی کے

ہاتھوں میں نہیں ہے۔

یہ صورتِ حال ایجی ٹیشن (احتجاج) پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور اس انداز پر بھی کہ سوشلسٹ نظریہ کا اطلاق روسی سرزمین پر کس طرح ہو۔ یہ بات ایک عجیب اور براہِ راست انداز میں پارٹی کی تنظیم کے سوال پر اثر انداز ہوتی ہے۔

عام حالات میں یعنی جب سوشلسٹ تحریک سے پہلے بورواژی سیاسی طور پر غالب ہو تو وہ محنت کش طبقے میں کچھ نہ کچھ سیاسی یک جہتی پیدا کر دیتی ہے۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو کے مطابق اس مرحلے پر محنت کشوں کا متحد ہونا اتحاد کے لئے ان کی اپنی خواہشوں اور کاوشوں کا نہیں بلکہ بورژوازی کی سرگرمی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے پرولتاریہ کو حرکت میں لانے پر مجبور ہوتا ہے۔ تاہم روس میں سوشل ڈیموکریسی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی کاوشوں سے ایک پورے تاریخی عہد کی تعمیر کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ روسی محنت کش طبقے کو موجودہ "منتشر" کیفیت سے نکالے جو مطلق العنان نظام حکومت کی طوالت کا سبب ہے، اور ایک طبقاتی تنظیم میں تبدیل کرے جو انہیں اپنے تاریخی مقاصد سے آگاہی حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو اور ان مقاصد کے حصول کی جدوجہد کے لئے تیار کرے۔

روسی سوشلسٹوں کو ایک ایسی ہی تنظیم تعمیر کرنی ہے اور انہیں وہ رسمی ضمانتیں میسر نہیں جو ایک بورژوا جمہوری نظام میں دستیاب ہوتی ہیں۔ ان کے پاس وہ سیاسی خام مال بھی نہیں جو دیگر ممالک میں بورژوا سماج بذاتِ خود مہیا کرتا ہے۔ انہیں خدا کی طرح یہ تنظیم عدم سے وجود میں لانی ہے۔ سوشلسٹ تحریک کے ابتدائی مرحلے کی خصوصیات رکھنے والی تنظیم جس کی بڑی سرگرمی پراپیگنڈا ہے اور وہ الگ الگ مقامی گروپوں اور کلبوں پر مشتمل ہے کو ایک قومی سطح کی متحدہ اور بڑی تنظیم میں کیسے تبدیل کیا جائے جو روسی ریاست کے تمام تر وسیع و عریض رقبے میں مرکوز سیاسی سرگرمی کر سکے۔

تنظیم کی اس پرانی قسم کی نمایاں خوبیاں اس کی تنہائی اور خود مختاری ہے۔ لہٰذا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ ایک متحدہ قومی تنظیم بنانے کا ارادہ رکھنے والے افراد "مرکزیت" کا نعرہ کیوں بلند کر رہے ہیں۔

پارٹی کانگریس میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ''مرکزیت'' کی اصطلاح روسی سوشل ڈیموکریسی کے تنظیمی سوال کا پوری طرح احاطہ نہیں کرتی۔ایک بار پھر ہم نے دیکھا کہ سوشل تحریک کے کسی مسئلے کے حل کا جامد وساکت فارمولا موجود نہیں ہے۔

اسکرا گروپ کے ایک نمایا ممبر لینن نے ''ایک قدم آگے دو قدم پیچھے'' میں روسی تحریک کے اندر انتہائی سخت مرکزیت کے نمائندہ رجحان کے تصورات کو واضح طور پر پیش کیا ہے۔اس کتاب میں بے مثال زور و شور اور منطق کے ساتھ جس نقطہ نظر کو پیش کیا گیا ہے وہ ہے بے رحم مرکزیت۔اصول یہ ہے کہ تمام سرگرم انقلابیوں کو چُن کر ایک الگ فوج تشکیل دی جائے جو اپنے ارد گرد موجود غیر منظم مگر انقلابی عوام سے ممتاز حیثیت رکھتی ہو۔

لینن کا تھیسز یہ ہے کہ پارٹی سنٹرل کمیٹی کے پاس پارٹی کی تمام مقامی کمیٹیوں کو نامزد کرنے کا اختیار ہو۔اسے تمام مقامی اداروں کے موثر نمائندوں کی تعیناتی کا حق بھی حاصل ہو۔اسے ان پر پارٹی کنڈکٹ کے حوالے سے بنے بنائے ضابطے مسلط کرنے کا حق بھی حاصل ہو۔اسے مقامی تنظیمیں بنانے اور توڑنے کا اختیار بھی ہو جس کے خلاف اپیل کا کسی کو حق نہ ہو۔اس طرح سنٹرل کمیٹی اپنی من مرضی سے پارٹی کے اعلیٰ ترین اداروں کے اجزائے ترکیبی کا تعین کر سکے گی۔سنٹرل کمیٹی وہ واحد عنصر ہو گا جو سوچنے کا کام کرے گا۔باقی تمام ادارے ہاتھ پاؤں کی حیثیت رکھیں گے۔

لینن کا کہنا ہے کہ اس قسم کی شدید مرکزیت پسند تنظیم اور عوامی سوشلسٹ تحریک کا اشتراک انقلابی مارکس ازم کا ایک خصوصی اصول ہے۔اس مفروضے کے حق میں وہ کئی دلائل دیتا ہے جن پر ہم ذیل میں بحث کریں گے۔ اس سے انکار ممکن نہیں کہ سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں مرکزیت کا ایک طاقتور رجحان موجود ہے۔یہ رجحان سرمایہ داری کی معاشی ترکیب سے جنم لیتا ہے جو یقیناً چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا عامل ہے۔سوشل ڈیموکریٹک تحریک ایک بڑے بورژوا شہر کے اندر اپنی سرگرمیاں سرانجام دیتی ہے۔اس کا مقصد قومی ریاست کی حدود کے اندر محنت کش طبقے کے طبقاتی مفاد کی نمائندگی کرنا اور تمام مقامی اور گروہی مفادات کے مقابلے

میں اسے آگے رکھنا ہے۔

لہٰذا سوشل ڈیموکریسی اصولی طور پر فیڈرل ازم اور لوکل ازم کے کسی بھی مظہر کے خلاف ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ تمام محنت کشوں اور ان کی تنظیموں کو ایک پارٹی میں متحد کرے چاہے ان کے درمیان کسی بھی قسم کے قومی، مذہبی یا پیشہ ورانہ اختلافات موجود ہوں۔ سوشل ڈیموکریسی محض مخصوص حالات میں ہی فیڈرل ازم کی اجازت دیتی ہے۔ مثال کے طور پر آسٹرو ہنگیرین ایمپائر کے کیس میں۔

یہ واضح ہے کہ روسی سوشل ڈیموکریسی کو بہت سے قومی گروپوں کے فیڈرل اجتماع کے طور پر منظم نہیں ہونا چاہئے۔ اسے لازماً پوری سلطنت میں واحد پارٹی بننا چاہئے۔ تاہم یہاں یہ سوال زیرِ غور نہیں ہے۔ ہم یہاں اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ اس متحدہ اور واحد روسی پارٹی میں کس حد تک مرکزیت ضروری ہے کیونکہ اسے مخصوص حالات میں کام کرنا ہے۔

اگر معاملے کو سوشل ڈیموکریسی کے عمومی فرائض کے زاوے ئے سے دیکھا جائے، یعنی طبقاتی جدوجہد کی پارٹی کے طور پر، تو پہلی نظر میں یوں لگتا ہے کہ پارٹی کی قوت و توانائی کا براہِ راست انحصار پارٹی کے ایک مرکز پر جمع ہونے پر ہے۔ تاہم ان عمومی فرائض کا اطلاق تمام سرگرم پارٹیوں پر ہوتا ہے۔ سوشل ڈیموکریسی کے کیس میں تاریخی حالات کے اثرات کے مقابلے میں ان کی اہمیت کم ہے۔

طبقاتی سماجوں کی تاریخ میں سوشل ڈیموکریٹک تحریک پہلی تحریک ہے جو اپنے تمام مراحل اور پورے دور میں عوام کی تنظیم اور خود مختار راست اقدام پر یقین رکھتی ہے۔

اس وجہ سے سوشل ڈیموکریسی اس قسم کی تنظیم تشکیل دیتی ہے جو پہلے کی انقلابی تحریکوں سے بالکل مختلف ہے مثلاً جیکوبنز یا بلانکی کے پیروکار۔

لینن اس حقیقت سے صرفِ نظر کرتا دکھائی دیتا ہے جب وہ اپنی کتاب (صفحہ نمبر 140) میں یہ رائے دیتا ہے کہ انقلابی سوشل ڈیموکریٹ ایک ایسے جیکوبی کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو پرولتاریہ کی ایسی تنظیم سے پوری طرح جڑ چکا ہو جو اپنے طبقاتی مفادات کے بارے میں باشعور ہو۔

لینن کے نزدیک سوشل ڈیموکریسی اور بلانک ازم کے درمیان فرق صرف اتنا سا ہے کہ مٹھی بھر سازشیوں کی جگہ طبقاتی شعور کے حامل پرولتاریہ نے لے لی ہے۔ وہ بھول رہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تنظیم کے بارے میں اپنے نظریات پر مکمل نظر ثانی کریں۔ اس کا مطلب ہے مرکزیت کے بارے میں اور پارٹی اور بذاتِ خود طبقاتی جدوجہد کے بارے میں ایک بالکل مختلف تصور کو قبول کرنا۔

بلانک ازم محنت کش طبقے کے راست اقدام پر تکیہ نہیں کرتا تھا۔ لہٰذا اسے عوام کو انقلاب کے لئے منظم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ عوام سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ صرف انقلاب کے وقت اپنا کردار ادا کریں۔ انقلاب کی تیاری کا تعلق بغاوت کرنے والے انقلابیوں کے چھوٹے سے گروہ سے ہوتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انقلابی سازش کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے عوام کو سازشیوں سے دور رہنے کو عقلمندی کا تقاضا خیال کیا جاتا تھا۔

بلانکسٹوں کے ذہن میں اس قسم کے تعلق کا خیال صرف اس لئے آسکتا تھا کیونکہ ان کی تنظیم کی سازشی سرگرمی اور عوام کی روزمرہ کی جدوجہد کے درمیان کوئی قریبی ربط نہیں تھا۔

بلانکسٹ انقلابیوں کے طریقہ کار اور ٹھوس فرائض کا بنیادی طبقاتی جدوجہد سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ ان کو حسبِ ضرورت اختیار کرلیتے تھے۔ لہٰذا ان کے بارے میں پیشگی فیصلہ کیا جاسکتا تھا اور وہ بنے بنائے منصوبے کی شکل اختیار کرلیتے تھے۔ اس کے نتیجے میں تنظیم کے عام ممبران محض ان احکامات کی بجاآوری کرتے تھے جو پہلے سے طے شدہ ہوتے تھے اور ان کی اپنی مخصوص سرگرمیوں کے دائرے سے باہر ہوتے تھے۔ وہ ایک سنٹرل کمیٹی کے آلہ کار بن جاتے تھے۔ یہاں ہم سازشی مرکزیت کی دوسری خصوصیات دیکھتے ہیں پارٹی کے مختلف حصوں کی جانب سے مرکز کی مرضی کے سامنے مکمل اور اندھی اطاعت۔ اور اس اتھارٹی کا دائرہ تنظیم کے تمام حصوں تک پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔

تاہم سوشل ڈیموکریٹ سرگرمی بالکل مختلف حالات میں روبہ عمل لائی جاتی ہے۔ اس کا ظہور تاریخی طور پر ابتدائی طبقاتی جدوجہد سے ہوتا ہے۔ اس کا ارتقاء4 اور فروغ مندرجہ ذیل جدلیاتی تضاد کے مطابق ہوتا ہے۔ پرولتاری فوج کی تشکیل ہوتی ہے اور وہ بذاتِ خود طبقاتی جدوجہد کے دوران اپنے نصب العین سے آگاہ ہوتی

ہے۔ پارٹی کی سرگرمی، طبقاتی جدوجہد کے مقاصد کے بارے میں آگاہی میں اضافہ اور بذاتِ خود جدوجہد ترتیب میں یا میکانکی طور پر الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ وہ محض ایک ہی جدوجہد کے مختلف پہلو ہیں۔ سوشل ڈیموکریسی کے پاس تفصیلی طریقہ ہائے کار کا مجموعہ نہیں ہے جو کوئی سنٹرل کمیٹی پارٹی ممبران کو اس طرح سکھا سکے جس طرح فوجیوں کو تربیتی کیمپوں میں ہدایات دی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں سوشلسٹ پارٹی کے اثر ورسوخ میں اس جدوجہد کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جس میں تنظیم تشکیل ہوتی اور فروغ پاتی ہے۔

اسی وجہ سے سوشل ڈیموکریٹ مرکزیت کی بنیاد پارٹی ممبران کی طرف سے پارٹی مرکز کی میکانکی اطاعت اور اندھی فرمانبرداری پر نہیں رکھی جا سکتی۔ اسی وجہ سے سوشل ڈیموکریٹ تحریک اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی کہ پہلے سے پارٹی میں موجود طبقاتی شعور رکھنے والے محنت کشوں کے مرکزے اور پارٹی سے باہر موجود پرولتاریہ کے درمیان کوئی آہنی دیوار کھڑی کی جائے۔

لینن کی مرکزیت جن دو اصولوں پر کھڑی ہے وہ یہ ہیں۔

150 1 پارٹی کے تمام حصے معمولی جزیات تک مرکز کی اندھی اطاعت کریں گے اور صرف پارٹی مرکز ہی سب کے لئے سوچنے، راہنمائی کرنے اور فیصلہ کرنے کا فریضہ سرانجام دے گا۔

150 2 انقلابیوں کے منظم مرکزے کی اپنے سوشل انقلابی گردوپیش سے مکمل علیحدگی۔

اس قسم کی مرکزیت کا مطلب یہ ہے کہ بلانک ازم کے تنظیمی اصولوں کو سوشلسٹ محنت کش طبقے کی عوامی تحریک پر میکانکی انداز میں نافذ کر دیا جائے۔ اس نقطہ نظر کی رو سے لینن اپنے ''انقلابی سوشل ڈیموکریٹ'' کی تعریف یوں کرتا ہے۔ ''پرولتاریہ کی ایسی تنظیم سے جڑا ہوا جیکوبی جو اپنے طبقاتی مفادات کا شعور حاصل کر چکا ہو۔''

حقیقت یہ ہے کہ سوشل ڈیموکریسی محنت کش طبقے کی تنظیم سے جڑی ہوئی نہیں ہے۔ وہ بذاتِ خود محنت کش طبقہ ہے۔ اور اسی وجہ سے سوشل ڈیموکریٹک مرکزیت لازمی طور پر بلانکسٹ مرکزیت سے مختلف ہے۔ یہ صرف محنت کش طبقے کے نمائندہ گروپوں اور افراد کا اجتمائی ارادہ (will) ہی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے

کہ یہ محنت کش طبقے کے اگواکار حصوں کی ”خود مرکزیت“ ہے۔ یہ اپنی پارٹی کے اندر اکثریت کی حکمرانی ہے۔

سوشل ڈیموکریٹک مرکزیت کے حقیقت کا روپ دھارنے کی دو لازمی شرائط ہیں۔

150 1 محنت کشوں کی ایسی کثیر تعداد کا موجود ہونا جو طبقاتی لڑائی کے حوالے سے تربیت یافتہ ہو۔

150 2 محنت کشوں کے لئے ممکن ہو کہ وہ عوامی زندگی، پارٹی پریس یا عوامی کانگریسوں وغیرہ پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہوئے اپنی سیاسی سرگرمی کو فروغ دے سکیں۔

روس میں ابھی یہ حالات پوری طرح تشکیل نہیں پاسکے۔ اول ایک ایسا پرولتاری ہراول جو طبقاتی شعور رکھتا ہو اور سیاسی سرگرمی میں خود اپنا راستہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو یہ ابھی روس میں نمودار ہو رہا ہے۔ سوشلسٹ ایجی ٹیشن اور تنظیم کی تمام تر کوششیں ایک ایسے ہراول کی تشکیل کا کام تیز کرنے کے لئے وقف ہونی چاہییں۔

دوسری شرط صرف اس صورت میں پوری ہو سکتی ہے جب سیاسی آزادی کا ماحول موجود ہو۔

ان نتائج سے لینن انتہائی شد و مد کے ساتھ اختلاف کرتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ایک طاقتور اور مرکزیت کی حامل پارٹی کی تشکیل کے لئے درکار ضروری حالات روس میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اب محنت کش طبقے کو نہیں بلکہ ہماری پارٹی کے کچھ دانشوروں کو ڈسپلن اور تنظیمی امور کے بارے میں تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ (صفحہ 145) وہ فیکٹری کے تربیتی اثرات کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان سے محنت کشوں میں ڈسپلن اور نظم و ضبط کی عادت پڑتی ہے۔ (صفحہ 147(

لینن کے یہ سب کچھ بیان کرنے سے یوں لگتا ہے کہ سوشلسٹ تنظیم کے بارے میں اس کا تصور بالکل میکانکی ہے۔ جو ڈسپلن لینن کے ذہن میں ہے وہ محنت کش طبقے کے ذہنوں میں صرف فیکٹری ہی نہیں بلکہ فوج اور موجودہ نوکر شاہی بلکہ مرکزیت کی بنیاد پر قائم بورژوا ریاست کی تمام مشینری ڈال رہی ہے۔

ہم الفاظ کا غلط استعمال کرتے ہیں اور خود فریبی سے کام لیتے ہیں جب ہم ڈسپلن کی اصطلاح کا اطلاق بالکل غیر مماثل تصورات پر کرتے ہیں یعنی۔

150 1 خود کار انداز میں حرکت کرتے ہوئے ہزاروں ہاتھ پاؤں جن کے اندر سوچ اور ارادے کا فقدان ہو۔

افراد کا ایسا اجتماع جو بے ساختہ ہم آہنگی کے شعوری سیاسی عمل کر رہا ہو۔ 150 2

ایک کچلے ہوئے طبقے پر مسلط کر دہ باقاعدہ مجبوری اور اپنی آزادی کی جدوجہد میں مصروف طبقے کے اپنے ڈسپلن اور تنظیم میں کیا قدرِ مشترک ہو سکتی ہے۔

سوشل ڈیموکریسی کا خود پر نافذ کر دہ ڈسپلن محض بورژوا حکمرانوں کی اتھارٹی کی جگہ ایک سوشلسٹ مرکزی کمیٹی کی اتھارٹی نہیں ہو سکتا۔ محنت کش طبقے میں نئے ڈسپلن یعنی سوشل ڈیموکریسی کا اپنی مرضی سے خود پر نافذ کردہ ڈسپلن سرمایہ دار ریاست کی جانب سے لاگو کر دہ ڈسپلن کا نہیں بلکہ اس میں موجود اطاعت اور غلامی کی پرانی عادات کو جڑ سے ختم کرنے کا نتیجہ ہو گا۔

سوشلسٹ مفہوم میں مرکزیت کوئی ایسی حتمی چیز نہیں جس کا اطلاق مزدور تحریک کے کسی بھی مرحلے پر ہو سکتا ہو۔ یہ ایک رجحان ہے جو جدوجہد کے دوران محنت کش طبقے کی حاصل کر دہ سیاسی تربیت اور فروغ کی مناسبت سے حقیقت کا روپ دھارتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ روسی تحریک میں اس قسم کی مرکزیت کے مکمل حصول کے لئے ضروری حالات کی عدم موجودگی ایک زبردست رکاوٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ یقین کرنا غلط ہو گا کہ ایک مرکزی کمیٹی کی مطلق العنان طاقت کو "عارضی" طور پر پارٹی کے باشعور محنت کشوں کی اکثریت کی حکمرانی، جو ابھی حقیقت کا روپ نہیں بھر سکتی، کا نعم البدل بنایا جاسکتا ہے۔ اور اس طرح محنت کش عوام کے پارٹی پر غلبے کی بجائے الٹا مرکزی کمیٹی کا انقلابی محنت کش طبقے پر غلبہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

روسی مزدور تحریک کی تاریخ میں اس قسم کی مرکزیت کا کردار مشکوک رہا ہے۔ ایک ایسا ہمہ گیر طاقت کا مالک مرکز جیسا کہ لینن چاہتا ہے۔ جسے مداخلت اور غلبے کا لامحدود حق حاصل ہو محض ایک بے ہودگی ہو گا اگر اس کی اتھارٹی کا اطلاق صرف تکنیکی معاملات تک محدود ہو۔ مثلاً فنڈ کا انتظام، پراپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کرنے والوں میں فرائض کی تقسیم اور چھپے ہوئے مواد کی ترسیل و تقسیم وغیرہ۔ کسی ادارے کے اس قدر طاقتور ہونے کا سیاسی مقصد صرف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے اگر اس قوت کا اطلاق ایک ہم آہنگ منصوبے کی تشکیل پر کیا

جائے۔ اگر وہ مرکزی ادارہ ایک عظیم انقلابی عمل کے آغاز کا فریضہ سنبھالے۔

لیکن روسی سوشلسٹ تحریک کا اب تک کا تجربہ کیا ہے؟ جہاں تک اس کے طریقہ کار کی پالیسی طے کرنے کا سوال ہے تو پچھلے دس سالوں میں جو بھی ثمر آور تبدیلیاں آئی ہیں وہ چند لیڈروں کی دریافتیں نہیں تھیں اور کسی مرکزی ادارے کا کردار تو اس سے بھی کم تھا۔ وہ ہمیشہ ایک ایسی تحریک کی خودرَو پیداوار رہی ہیں جو ابھار کی کیفیت میں تھی۔ یہ بات روس میں محنت کشوں کی تحریک کے پہلے مرحلے میں بھی درست تھی جو 1896 میں سینٹ پیٹرزبرگ میں ہونے والی خودرَو عام ہڑتال سے شروع ہوئی تھی۔ یہ واقعہ روسی محنت کش طبقے کی معاشی جدوجہد کے عہد میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بات اس کے بعد کے دور کے لئے بھی درست ہے جس کی شروعات مارچ 1901 میں سینٹ پیٹرزبرگ میں طلباء4 کے خودرَو مظاہروں سے ہوئی تھیں۔ طریقہ کار کے حوالے سے اگلا موڑ روسی محنت کشوں کی تحریک نے اس وقت میں جب 1903 میں روستوف آن ڈان میں عام ہڑتال ہوئی۔ یہ بھی ایک خودرَو عمل تھا۔ ہڑتال خودبخود سیاسی مظاہروں، احتجاج اور بڑے بڑے اجتماعات میں تبدیل ہوگئی جن کے بارے میں چند سال قبل تک انتہائی رجائی انقلابیوں نے بھی خواب تک نہ دیکھا تھا۔

ان واقعات میں ہمارے کاز نے زبردست پیش رفت کی۔ تاہم اس ترقی میں سوشل ڈیموکریٹ تنظیموں کی باشعور قیادت اور اگواکاری نے انتہائی معمولی کردار ادا کیا۔ درست ہے کہ یہ تنظیمیں ایسے واقعات کے لئے خصوصی طور پر تیار بھی نہیں تھیں۔ تاہم ان میں انقلابیوں نے جو غیر اہم کردار ادا کیا اس کی وضاحت اس حقیقت سے نہیں ہوسکتی۔ نہ ہی اسے کسی ایسی زبردست طاقت کی حامل مرکزی پارٹی کی مشینری کی عدم موجودگی سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کا مطالبہ لینن کر رہا ہے۔

ایسے راہنما مرکز کی موجودگی شائد مقامی کمیٹیوں کی بدنظمی میں مزید اضافے کا سبب بن جاتی کیونکہ ایک طرف عوام کا پُرجوش حملہ تھا جبکہ دوسری جانب سوشل ڈیموکریسی کی محتاط پالیسی ہوتی۔ آج جرمنی اور دیگر ممالک میں ایسی ہی صورتِ حال دیکھنے میں آرہی ہے یعنی پارٹی کے مرکزی اداروں کی طرف سے اگواکاری اور طریقہ کار کی حقیقی پالیسی میں برائے نام کردار۔ عام طور پر سوشل ڈیموکریسی کی طریقہ کار کی پالیسی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو

”ایجاد“ کی جاسکے۔ یہ ان عظیم تخلیقی اقدامات کے سلسلے کی پیداوار ہوتی ہے جب خود رَو طبقاتی جدوجہد منزل کی تلاش میں پیش قدمی کرتی ہے۔ لاشعور شعور سے پہلے آتا ہے۔ تاریخی عمل کی منطق ان انسانوں کی موضوعی منطق سے پہلے آتی ہے جو اس تاریخی عمل میں شرکت کرتے ہیں۔ سوشلسٹ کے راہنما اداروں میں قدامت پسندانہ کردار ادا کرنے کا رجحان ہوتا ہے۔ تجربہ ثابت کرتا ہے کہ جب بھی مزدور تحریک کوئی نئی فتح حاصل کرتی ہے تو یہ ادارے اسے اچھی طرح مستحکم کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اسے ایک قسم کے قلعہ میں تبدیل کرتے ہیں جو وسیع پیمانے پر پیش رفت کا باعث بنتا ہے۔

جرمن سوشل ڈیموکریسی کے طریقہ کار کی موجودہ پالیسی کو عالمی پذیرائی حاصل ہوئی ہے کیونکہ یہ لچکدار بھی ہے اور مضبوط بھی۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ پارٹی نے روزمرہ سرگرمیوں میں معمولی جزئیات تک ایک پارلیمانی نظام کے حالات سے مطابقت پیدا کرلی ہے۔ پارٹی نے اس ضمن میں سارے وسائل کا باقاعدہ مطالعہ کیا ہے۔ اسے علم ہے کہ اپنے اصولوں میں تبدیلی لائے بغیر انہیں کیسے استعمال کرنا ہے۔

تاہم اس مکمل مطابقت کے سبب ہماری پارٹی پر وسیع تر افق پہلے ہی بند ہو رہے ہیں۔ پارٹی میں ایک ایسا رجحان موجود ہے جو پارلیمانی ہتھکنڈوں کو سوشلسٹ سرگرمی کے خصوصی اور ناقابلِ تبدیل ہتھکنڈے خیال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر لوگ اس امکان کو رد کردیتے ہیں کہ جرمنی میں انتخابی عمل ختم ہونے کی صورت میں ہمارے طریقہ کار کی پالیسی کو تبدیل ہونا چاہئے۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کا خیال ہے کہ ایسی صورتِ حال پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

اس جمود کی بڑی وجہ یہ حقیقت ہے کہ مجرد مفروضوں کے خلاء میں ایسی سیاسی صورتِ حال کے خطوط اور خدوخال کو بیان کرنا بہت دشوار ہے جو ابھی موجود نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ سوشل ڈیموکریسی کے لئے یہ بات اہم نہیں ہے کہ مستقبل کی پالیسی کے لئے ہدایت نامہ تیار کیا جائے۔

اہم باتیں یہ ہیں:

1۔ دی گئی صورتِ حال کی مناسبت سے جدوجہد جو شکلیں اختیار کرے گی اسے درست تاریخی تناظر میں سمجھنے کی

حوصلہ افزائی کرنا۔

150 2 حالیہ مرحلے کی اضافتی نوعیت اور طبقاتی جدوجہد کی آخری منزل کے قریب پہنچنے پر انقلابی تناؤ میں ناگزیر اضافے کے بارے میں سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔

اگر پارٹی کے اعلیٰ ادارے کو منفی کردار کی حامل مطلق العنان طاقت عطا کر دی جائے کہ لینن چاہتا ہے تو اس قسم کے ادارے کی فطرت میں موجود قدامت پسندی کو خطرناک حد تک تقویت حاصل ہو جائے گی۔ اگر سوشلسٹ پارٹی کی حکمتِ عملی اور طریقہ ہائے کار ایک مرکزی کمیٹی کی بجائے پوری پارٹی کی تخلیق ہو یا اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ ساری مزدور تحریک کی تخلیق ہو تو یہ ظاہر ہے کہ پارٹی کے مختلف حصوں اور فیڈریشنوں کو آزادیء عمل کی ضرورت ہو گی کیونکہ صرف اسی سے انہیں انقلابی اگواکاری کو فروغ دینے اور صورتِ حال کے تمام تر وسائل کو استعمال کرنے کا موقع مل سکے گا۔ لینن جس الٹرا سنٹرل ازم کا مطالبہ کر رہا ہے وہ اور سے ئر کے جذبے کی طرح بانجھ ہے۔ یہ کوئی مثبت اور تخلیقی جذبہ نہیں ہے۔ لینن کو پارٹی کی سرگرمیاں زیادہ ثمر آور بنانے سے نہیں بلکہ پارٹی پر غلبہ حاصل کرنے سے غرض ہے۔ اسے تحریک کو فروغ دینے کی بجائے محدود کرنے اور متحد کرنے کی بجائے جکڑنے سے غرض ہے۔

موجودہ صورتِ حال میں اس قسم کا تجربہ روسی سوشل ڈیموکریسی کے لئے دہرے خطرے کا موجب ہو سکتا ہے۔ وہ زار ازم کے خلاف فیصلہ کُن لڑائیوں کے دہانے پر کھڑی ہے۔ وہ ایک زبردست تخلیقی سرگرمی کے دور میں داخل ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے۔ جیسا کہ انقلابی ادوار کے دوران ہوتا ہے اس دوران اس کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہو گا اور وہ خود بخود دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے گی۔ اس وقت پارٹی کی اگواکاری کو باندھنے کی کوشش کرنا اور اس کے گرد خاردار تار لگانے کی کوشش کرنا اسے اس زبردست فریضے کے لئے نااہل بنا دے گا جو اس وقت اس کے سامنے ہے۔

ہم نے سوشلسٹ مرکزیت کے سوال پر جن عمومی خیالات کا اظہار یہاں کیا ہے وہ بذاتِ خود روسی پارٹی کے لئے مناسب آئینی منصوبے کی تشکیل کے لئے کافی نہیں ہیں۔ آخرکار اس قسم کے ضابطے کا تعین ان خیالات سے

ہی کیا جا سکتا ہے جن میں کسی مخصوص عہد میں تنظیمی سرگرمی کی جا رہی ہوتی ہے۔ روس میں سوال اس وقت یہ ہے کہ محنت کشوں کی ایک بڑی پارٹی کو کس طرح حرکت میں لایا جائے۔ کوئی آئینی منصوبہ ایسا نہیں جو ناکام نہ ہونے کا دعویٰ کر سکے۔ اسے آگ میں سے گذر کر خود کو ثابت کرنا ہو گا۔

لیکن سوشل ڈیموکریٹک تنظیم کی نوعیت کے بارے میں ہمارا جو تصور ہے اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ خصوصی طور پر عوامی پارٹی کے جنم پر کہ اس کی روح کا تقاضہ ہے کہ تحریک متحد ہو نہ کہ ضابطوں کے ایک نظام کی اطاعت سے جکڑی ہوئی۔ اگر پارٹی میں سیاسی حرکت کی خوبی ہو اور اس کے ساتھ اصولوں سے پختہ وفاداری اور اتحاد کی ضرورت کا احساس بھی موجود ہو تو ہمیں یقین ہو گا کہ پارٹی آئین میں موجود خامیاں عمل میں دور کر لی جائیں گی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو الفاظ نہیں بلکہ تنظیم میں موجود ممبران کا زندہ جذبہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کسی تنظیمی شکل کی کیا حیثیت و وقعت ہے۔

مارکسسٹ انٹرنیٹ آرکائیو کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے mia_urdu@marxists.org پر ای میل کریں۔